کتابیں اپنے آبا کی...

رانا محمد نصر اللہ احسان الٰہی

ABSTRACT:

Imperialism not only looted the material sources of Subcontinent, it also shifted the great treasures of knowledge to Europe. A great archive of traditional disciplines was transferred to Europe during the colonial period. This article explores some of these great sources of traditional knowledge. This article was written by Late Rana Nasurullah Ehsan Ilahi about the Arabic manuscripts at European libraries. Its 2nd part illuminates some of the coins of historical importance. *Bazyyaft* team has brought this article to its readers so that they may have a glimpse of their treasure available at Western Libraries.

Key Words: Arabic Manuscripts, Biography, Sir Ernets Alfred Thompson Wallis Budge, Eduard Glaser, Edward William Lane.

اِس مختصر مقالے میں ایک ابتدائی اور حقیر سی کوشش کی گئی ہے کہ عربی کے نادر، خودنوشت اور اہم مخطوطات کی نشان دہی کی جائے جنھیں انقلاب روزگار نے وفیات الاعیان کی طرح دیارِ اغیار میں جا پھینکا ہے۔ اس مقالے کی پہلی قسط ہدیہ قارئین ہے۔

ابن خَلِّکان (م ۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء) کی وَفیات الاعیان کئی بار چھپ چکی ہے مگر اس کے اصل قلمی نسخے کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی جائے گی۔ مثلاً وفیات کے مطبوعہ نسخے میں ایک مقام پر کتاب الشبہات کا ذکر ملتا ہے اور وہاں اس کتاب کا کچھ متن بھی نقل کیا گیا ہے جو چند مختلف امکنہ سے متعلق ہے۔ ایک اور ایڈیشن میں اِسے کتاب المُشتبہات لکھ دیا گیا ہے۔ مگر یہ کتاب الشبہات دراصل امام مالکؒ کی المدوّنہ پر عِیاض الیحصبی

(م۵۴۴ھ/ ۱۱۴۹ء) کی ایک کتاب کا نام ہے اور کتاب المشتبہات (جس کا دوسرا عنوان المشتبہ فی القرآن ہے) امام الکِسائیؒ کی تصنیف ہے۔ یہ البتہ کتاب الشِہاب ہے، یعنی شہاب الدین یاقوت بن عبداللہ الحَموی (م ۶۴۶ھ/ ۱۲۲۹ء) کی کتاب المُشتَرک وَضعاً والمُفترِق صُقعاً ہے اور نقل کردہ متن المشترک میں لفظ بہ لفظ موجود ہے۔ ابن خلّکان نے اپنے خودنوشت نسخے میں بھی ورق ۲۱۷ط کے حاشیہ پر ''کتاب الشہاب'' لکھا ہے جہاں شین کے صرف تین دندانے نظر آتے ہیں اور اس میں باء کے دندانے کا شائبہ تک نہیں۔

اسی طرح المبارک بن المبارک بن سعید الوجیہ (۶۱۲ھ/ ۱۲۱۵ء) کے ترجمے میں ابن خلکان نے لکھا ہے کہ الوجیہ الظَفَریۃ میں رہتے تھے۔ دیسلان اور دیگر علماً نے یہاں بھی قافیہ سے کام لے کر الظَفَریہ کو الظُفریۃ پڑھا ہے اور اسے مدرسہ مظفریہ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ لفظ اسی شکل میں وَفیات کے مختلف اڈیشنوں میں پایا جاتا ہے، جو یقیناً غلط ہے۔ظفریہ ایک محلّہ جو شرق بغداد میں سُوق الثلاثاَ کے قرب میں واقع تھا اور اِسی محلے میں الوجیہ سکونت رکھتے تھے۔ یاقوت کی معجم البلدان اور ابن اِلقفطی کی انباہ الرواۃ سے الظفریۃ کی تائید ہوتی ہے۔

المَقرِی نے نفح الطیّب میں قرآنِ کریم کے غالبًا قدیم ترین نسخے کا ذکر کیا ہے جو خلیفہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ تلاوت رہا اور جس کے اس صفحہ پر جہاں آیت فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ (القرآن مجید) لکھی تھی۔ خون کے سیاہی مائل چھینٹوں کے نشانات المَقرِی نے خود دیکھے تھے۔ گمان غالب ہے کہ یہی نسخہ معاہدہ ورسلے (Treaty of Versailles) کی رُو سے ترکیہ کی طرف سے جرمنی کے قیصر ولیم ثانی کو تحفتہً پیش کیا گیا۔ سعیِ بسیار کے باوجود راقم الحروف اس نسخے کا سراغ لگانے میں ابھی تک کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکا۔ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ نسخہ اب برلن کے متحف میں ہے یا روس میں ہے۔

کوفی رسم الخط میں قرآن مجید کا ایک اور قدیم نسخہ (تقطیع ۵"×۴/۳۱) جو اب ناقص ہے اور اس کے صرف ۶۴ اوراق باقی ہیں، انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ ہے۔ اس کے ایک کونے پر ''کتبہ علی ابوطالب'' مرقوم ہے۔ یہ نسخہ سلطان تیمور کے پاس رہا اور پھر یہ نسخہ لاہور میں پہنچا جہاں سے وہ سیدھا پیرس بھیج دیا گیا۔

قرآن مجید کا ایک اور نادر مگر ناقص نسخہ (تقطیع ۴//۱ ۸×۹"، ۲۰ ورق، ۱۰ سطری، قدیم خط کوفی۔ اعراب کے طور پر نقطے سُرخ رنگ میں کہیں کہیں سبز رنگ میں دکھائے گئے ہیں) بھی انڈیا آفس لائبریری میں ہے۔ اس نسخے پر شاہ اسمٰعیل صفوی اور شاہ عباس صفوی کے علاوہ شہنشاہ جلال الدین اکبر کی مہریں ثبت ہیں۔ بعد کو یہ نسخہ شاہجہانی دَور کے عنایت خان اور فاضل خان جس کی کتابت ۵۰۷ھ میں ہوئی حاصل کیا اور متحف برطانیہ کو نذر کیا۔ اس کتاب کا ایک اور عمدہ نسخہ باڈلین لائبریری آکسفورڈ میں بھی ہے۔ یہ کتاب ۱۹۵۶ء میں حیدرآباد سے زیور طباعت سے آراستہ ہوئی۔ سرہنری کو المقامات الحریریۃ کا بھی ایک نادرالوجود نسخہ ہاتھ لگا۔ اس نسخے کی کتابت علامہ حریری کے پوتے نے خود ۵۵۷ھ میں کی تھی۔ یہ نسخہ صحت کے اعتبار سے باقی کے نسخوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ یہ بھی متحف برطانیہ میں بذیل نمبر ۱۰۰۶ محفوظ ہے۔

سڈنی چرچل (William Sydney Churchill, 1860-1918) نے، جو برطانوی حکومت کی طرف سے تہران میں کاتب الاسرار کے منصب پر فائز تھا، حکیم ابن سینا کی شہرۂ آفاق کتاب القانون کا قدیم ترین قلمی نسخہ (کتابت ۵۲۵ھ) تلاش کر کے متحف بریطانیا کو بھجوا دیا۔

ارنسٹ ولیس بجّ (Sir Ernest Alfred Thompson Wallis Budge , 27 July 1857 – 23 November 1934) مَوصِل اور اس کے نواح میں ۱۸۸۹ سے ۱۸۹۱ء تک رہا۔ اس نے بھی نحو، لُغہ، فقہ اور حدیث کی کئی اہم کتابوں کے قدیم قلمی نسخے حاصل کیے اور متحف برطانیہ کو بھیج دیے۔ مثلاً ابن سلامتہ البغدادی (م ۴۱۰ھ/ ۱۰۱۹ء) کی کتاب الناسخ و المنسوخ کا جید نسخہ اُس کے ہاتھ لگا جو اب متحف برطانیہ میں ہے۔ امامِ مسلمؒ کی الجامع الصحیح پر النوادی کی شرح کا ایک نادر نسخہ جو متحف برطانیہ میں بذیل نمبر ۱۳۴ محفوظ ہے بج ہی کی وساطت سے لندن میں پہنچا۔ ابن سینا کی کتاب القانون کا ایک اور نادر نسخہ جو تیرھویں صدی کے ایک فاضل ناسخ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے بج ہی نے بھجوایا تھا۔ اسی طرح ایک اور نایاب کتاب بعنوان اخبار الدُوَل المُنقطِعة جس کا دوسرا نسخہ ابھی تک دریافت نہیں ہو سکا۔ بج نے مَوصِل سے بھجوایا۔

آسٹریلیا کا ایک عالم ایڈورڈ گلازر (Eduard Glaser , 15 March 1855 – 7 May 1908) ۱۸۸۹ء میں جب یمن کے سفر سے واپس گیا تو اپنے ساتھ زیدی ادب سے متعلق اہم مخطوطات کا ایک ذخیرہ فراہم کر کے لے گیا۔ ان مخطوطات میں سے ۳۲۸ نسخے اس نے متحف برطانیہ کی نذر کیے۔ ان میں مندرجہ ذیل مخطوطات نہایت اہم ہیں۔

ابوالفرج الاصفہانی کی مَقاتِل الطالبیین۔ الجاحظ کی العِبرو الاعتبار۔ ابوہلال العسکری کی کتاب الامثال۔ بابَشاذ کی کتاب الخومع شرحہ۔ ابوتمام کے الحماسته الکبریٰ کی شرح

مَدّ القاموس (*Arabic-English Lexicon*) کے فاضل مؤلف ایڈورڈ لین (Edward William Lane, 17September 1801 – 10 August 1876) نے اپنی کتاب کے لیے مختلف ذرائع سے لغت کی اہم کتابوں کے اصح اور معتبر نسخے حاصل کیے۔ ان میں سے تاج العروس کا ایک شاندار نسخہ متحف برطانیہ میں بذیل نمبر ۸۸۲ تا ۹۰۵ محفوظ ہے۔ لین نے تہذیب اللُّغته کا بھی ایک نادر نسخہ متحف برطانیہ کو دے دیا۔ ابن سیدۃ کی المحکم جو حال ہی میں شائع کر دی گئی ہے کا ایک عمدہ نسخہ لین کی وساطت سے متحف برطانیہ میں پہنچا۔ اسی طرح الفیُّومی کی المصباح المُنیر کا بھی ایک نادر نسخہ لین نے متحف برطانیہ کو دیا ہے۔

۱۸۷۲ء میں متحف برطانیہ کو الیگز انڈر جابا (Alexander August Zaba, 1801-1894) نے تقریباً چالیس شاندار مخطوطات بہم پہنچائے۔ ان میں اکثر مخطوطات شعر و ادب سے متعلق ہیں۔ مثلاً دیوان جریر، تبریزی کی شرح المعلقات (سال کتابت ۷۰۳ھ) بذیل نمبر ۱۰۳۰ متحف برطانیہ میں محفوظ ہیں۔

سر چارلس مرے (Sir Charles Augustus Murray, 22 November 1806 – 3 June 1895) نے مصر میں جہاں وہ ۱۸۴۴ سے قونصل جنرل کی حیثیت سے ایک طویل مدت تک کام کرتا رہا،

مخطوطات کا ایک خاصہ بڑا ذخیرہ جمع کیا۔ کیونکہ مرے کو قبطی نصاری کی دینی کتب کی زیادہ تلاش رہی۔ اس لیے اس نے عربی کی کتابیں نسبتاً کم فراہم کیں۔ تاہم ابنِ بُطلان (م۴۶۰ھ/۱۰۶۸ء) مشہور تصنیف تقویم الصِحّتہ کا ایک شاہی نسخہ اس کے ہاتھ لگ گیا اور یہ نسخہ اب متحف برطانیہ میں بذیل نمبر ۷۸۳ محفوظ ہے۔ مرے نے ابن الاہدل (م۸۵۵/۱۴۵۱ء) کی تالیف اخبار علماء الیمن کا ایک نادر و نایاب نسخہ متحف برطانیہ کو دیا۔

الفریڈ فان کریمر (Alfred von Kremer, 13 May 1828-27 December 1889) نے اپنے دمشق اور قاہرہ کے تیس سالہ قیام میں عربی ادب اور تاریخ سے متعلق سینکڑوں مخطوطات حاصل کیے۔ ان میں سے ۱۸۹ اہم مخطوطات اب متحف برطانیہ میں محفوظ ہیں۔ ان میں سے چند اہم مخطوطات حدیث سے متعلق ہیں مثلاً خرگوشی کی کتاب الحدیث اور ابونعیم الاصفہانی اور امام البیہقی کی کتابیں خاص طور قابل ذکر ہیں۔

رچرڈ جانسن (Richard Johnson, 1753–1807) کو ۱۷۸۵ء میں حیدرآباد دکن میں الفیروز آبادی (م۸۱۷ھ/۱۴۱۴ء) کی القاموس کا ایک گراں بہا نسخہ میسر آ گیا (تقطیع ۱۸×۱۳اً؛ ۵۱۶ ورق رنگین، ۲۹ سطری) یہ نسخہ مُلا محمد سعید بن صالح ماژندرانی الاشرف کے لیے جو شہنشاہ اورنگ زیب کا ایک درباری شاعر تھا تیار کیا گیا تھا۔ اور ذوالقعدہ ۱۱۱۱ھ کو دہلی میں مکمل ہوا۔ خاتمہ میں یہ الفاظ درج ہیں: فی منزلی فی الدہلی تجاہ مَعبد الھُنُود۔ تمام عنوان طلائی ہیں۔ جدول لاجوردی اور سنہری ہیں۔ یہ نسخہ کسی لائبریری میں بھی رہا ہے۔ اس لائبریری کا ٹکٹ اس پر چسپاں ہے۔ اب یہ انڈیا آفس لائبریری کی زینت بنا ہوا ہے۔ اسی طرح محمد بن طاہر الپٹنی (شہادت ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء) کی مشہور تالیف مَجمعَ بحار الانوار کا شگفتہ نستعلیق میں ایک عمدہ نسخہ (تقطیع ۱۲!÷۴/۳ ۶؛ ۸۹۴ ورق؛ ۲۵ سطری؛ سال کتابت ۱۰۴۹ھ) رچرڈ جانسن کی وساطت سے انڈیا آفس لائبریری کو ملا۔

قاجی موسی بن احمد لطف اللہ نے (جو ابن خَلِّکان کی اولاد میں سے تھے) وفیات الاعیان کی ایک تلخیص بعنوان المختار من وفیات الاعیان مرتب کی۔ اس تالیف کا آغاز بعلبک میں ۲ ذوالحجہ ۱۰۷۱ھ کو ہوا، اور یہ کتاب دمشق میں جا کر ۲۰ ربیع الاوّل ۱۰۷۲ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ نسخہ وحید (تقطیع ۱۰×۴/۱ ۷؛ ۳۳۳ ورق؛ ۲۱ سطری) جو انڈیا آفس لائبریری میں بذیل نمبر ۷۰۵ محفوظ ہے، مؤلف کا اپنا مسودہ معلوم ہوتا ہے۔ ذہن میں رہے کہ یہ نسخہ ۱۸۲۵ء میں فورٹ ولیم کالج میں پہنچا تھا۔

سلطان ٹیپو کا اپنا ذاتی ذخیرۂ کتب خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ اگرچہ اس میں فارسی مخطوطات بکثرت تھے۔ لیکن عربی مخطوطات بھی سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ یہ ذخیرہ جزئی طور پر پہلے فورٹ ولیم کالج میں رہا۔ پھر انڈیا آفس لائبریری لندن میں منتقل ہو گیا۔ سلطان ٹیپو کے ذخیرے کے نوادر پر انشاء اللہ الگ مقالہ لکھا جائے گا۔

یہاں پر بیجاپور کے شاہ عادل شاہ کے شاہی کتب خانے کا مختصر حال بھی بتا دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔ اس شاہی کتب خانے کے مخطوطات ۱۸۴۹ء میں اثر محل میں منتقل کر دیے گئے۔ سر بارٹل فریئر (Sir Henry Bartle Edward Frere, 29 March 1815 – 29 May 1884) نے حکیم حمید الدین کی مدد سے اس لائبریری کی فہرست اردو میں تیار کروائی جسے فریئر نے جونہی انگریزی میں ترجمہ کر کے پیش کیا تو انگریزوں کو ان

نوادر کی اہمیت کا علم ہو گیا۔ انھوں نے فوراً اس ذخیرے کو ستارا اور ستارا سے لندن بھجوا دیا۔ یہ تمام ذخیرہ ۱۸۵۳ء میں لندن میں پہنچ چکا تھا۔ یہ بڑی سرعت سے لندن بھجوا دیا گیا۔ چنانچہ بہت سے مخطوطات کی جلدیں اکھڑ گئیں ورق بکھر گئے اور سمندر کی نمی سے بعض مخطوطات خراب بھی ہو گئے۔ ۱۸۵۹ء میں مولوی رزق اللہ حسّون نے عربی مخطوطات کی ایک مجمل سی فہرست مرتب کر دی۔ ان کتابوں پر کہیں کہیں شہنشاہ اورنگ زیب کے بیجاپور میں آنے کا ذکر ملتا ہے۔ اس ذخیرے کے اہم مخطوطات پر قابل خان کی تحریریں بھی موجود ہیں۔ اور ان کتابوں پر آصف جاہ کے اِمضا (مؤرخہ ۱۱۴۶ھ) بھی ملتے ہیں۔ اسی ذخیرے میں ہمارے برصغیر ہندوپاک کے علما کی میراث کا ایک بہت بڑا حصہ مدفون ہے۔ یہ ذخیرہ کتب اب پہچاننا مشکل ہو گیا ہے۔ حال ہی میں آئر لینڈ کے چسٹر بیٹی (Sir Alfred Chester Beatty, 7 February 1875 – 19 January 1968) نے جمالیاتی نقطہ نظر سے یعنی کتابت یا کاغذ یا تقطیع کی ندرت کے لحاظ سے عربی اور فارسی کے نادر الوجود مخطوطات جمع کیے ہیں۔ پروفیسر آرتھر جے آربری نے بڑی محنت سے چسٹر بیٹی کے ذخیرے کی مفصل فہرستیں شائع کی ہیں۔ اس کے نوادر متقاضی ہیں کہ ان پر ایک الگ اور مستقل مقالہ لکھا جائے۔

[مضمون کے اگلے حصے میں مسلم ہندوستان کے ایک اہم تاریخی دور کی نادر مسکوکات پر منقوش اشعار اور عبارتوں کی مدد سے باز یافت کی گئی ہے]

عالمگیر ثانی کو اس کے وزیر غازی الدین نے کسی بات پر ناراض ہو کر ۲۹ نومبر ۱۷۵۹ء کو مروا ڈالا اور اس کی جگہ شاہزادہ علی گوہر کو شاہ عالم ثانی کے لقب سے تخت پر بٹھایا۔ وہ خود بھی شاعر تھا اور اس نے اپنے سکے پر جو بیت کندہ کروائی وہ اس کے ذوق شاعری کی آئینہ دار ہے۔۲۰

سکّہ زد بر ہفت کشور سایہ فضلِ الہ　　　　حامی دین محمد شاہ عالم بادشاہ

شاہ عالم ثانی کے بعد بیدار بخت تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے سکّوں کے لیے یہ شعر پسند کیا:

سکّہ زد بر وارث تاج و تخت　　　　شاہ جہاں محمد بیدار بخت

اس کے بعد اکبر ثانی نے عنان حکومت سنبھالی، وہ برائے نام بادشاہ تھا۔ تمام ملک انگریزوں کے قبضہ میں آ چکا تھا، صرف لال قلعہ کے اندر ہی اس کا حکم چلتا تھا۔ لیکن پھر بھی اس نے سکوں پر یہ شعر منقوش کروایا۔

سکّہ زد در جہاں ز فضل الہ　　　　حامی دین محمد اکبر شاہ

اکبر شاہ کا ایک اور سکّہ بھی دستیاب ہوا ہے جس پر یہ بیت موجود ہے:

بسیم و زر زدہ سکّہ جہانبانی　　　　چراغِ دو دۂ تیمور اکبر ثانی

اکبر شاہ کے جاتے ہی ۱۸۳۷ء میں عروسِ سخن کے گیسو سنوارتے ہوئے ابوالظفر سراج الدین بہادر شاہ ثانی تشریف لائے۔ انھوں نے اپنے نام سے جو روپے جاری کیے ان پر یہ شعر منقوش تھا۔

بسیم و زر زدہ شعر سکّہ بفضل الہ　　　　سراج الدین ابو ظفر شہ بہادر شاہ

ان کے زمانۂ حکومت میں ہی انقلاب رونما ہوا اور انگریزوں نے مغلیہ حکومت کی بساط الٹ دی۔

مغلیہ حکومت کے زوال کے ساتھ ہی کابل اور اودھ میں دو نئی سلطنیں قائم ہو گئیں، جنھوں نے تادیر اس سرزمین پر پرچم اسلام کو سربلند رکھا۔ اودھ کے آخری تاجدار واجد علی شاہ نے ۱۲۶۴ھ میں جو روپے جاری کیے ان پر یہ بیت منقوش کروائی۔

سکّہ برسیم و زر از فضلِ تائید الہ　　　ظل حق واجد علی سلطان عالم بادشاہ

احمد شاہ ابدالی نے شاہجہان آباد کی ٹکسال سے اپنے دوران قیام ہندوستان میں جو روپے جاری کیے ان پر یہ بیت منقوش تھی۔ ۲۱

حکم شد از قادر بیچوں با حمد پادشاہ　　　سِکّہ زن برسیم و زر از اوج ماہی تابماہ

میرے ذاتی مجموعہ میں احمد شاہ ابدالی کے جو سکے موجود ہیں ان میں سے ایک پر یہی شعر اور سنہ جلوس میمنت مانوس ۱۴ درج ہے۔ یہ سکہ آنولہ کی ٹکسال سے جاری ہوا تھا۔ ابدالی ۱۷۴۷ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ اس میں چودہ جمع کیے جائیں تو ۱۷۶۱ء بنتا ہے اور یہ وہی سال ہے جس میں وہ مرہٹوں کو پانی پت کے میدان میں شکست دے کر دوآب میں داخل ہوا تھا۔

احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کی جنگ جیت کر خواجہ عبید کو لاہور کا گورنر مقرر کیا اور خود افغانستان کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے پنجاب سے جاتے ہی سکھوں نے لاہور پر یورش کر دی اور جسا سنگھ کی سرکردگی میں شہر فتح کر لیا۔ اس کی تفصیل ذرا غلام علی آزاد کی زبان سے سنیے۔ ''قوم سکھ کر بکسر سین مہملہ وتشدید کاف تازی ساکن صوبہ پنجاب کہ از قدیم الایم خمیر مایۂ فتنہ وفساد اندوبا اسلامیان عداوت وتعصب شدید دارند تا آنکہ معاینہ کردہ بودند کہ شاہ چندیں مرتبہ ہندوستان رابی سپر ساخت ازراہ ناعاقبت اندیشی علم بغی وشورش افراشتہ نائب شاہ رادر لاہور کشتند و جسا سنگھ نامی را از قوم خود بپادشاہی برداشتہ دیو دار برمسند جم نشاندند ودر دی سکہ را بنام او سیاہ کردندن'' ۲۲. جسا سنگھ نے جو سکّے مضروب کروائے ان پر یہ بیت منقوش تھی۔ ۲۳

سِکّہ زد در جہاں بفضلِ اکال　　　تخت احمد گرفت جسا کلال

جسا سنگھ کے ساتھیوں میں سے جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ بگڑ بیٹھے کہ اس نے اپنا نام سکّے پر کیوں منقوش کروایا ہے حالانکہ وہ دونوں بھی لاہور کی فتح میں اس کے برابر کے شریک تھے۔ اس لیے فیصلہ ہوا کہ آئندہ سکوں پر صرف گورومہاراج کا نام کندہ ہوا کرے گا۔ اس فیصلہ کے بعد جو سکّے جاری ہوئے ان پر یہ بیت کندہ تھی۔ ۲۴

دیگ و تیغ و فتح و نصرت بیدرنگ　　　یافت از نانک گورو گوبند سنگھ

احمد شاہ ابدالی کو خبر ملی کہ سکھوں نے اپنے سکّوں پر توہین آمیز کلمات منقوش کروائے ہیں تو اس نے برافروختہ ہو کر لاہور پر حملہ کیا اور سکھ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۷۳ء میں انتقال کیا۔ اس کا بیٹا تیمور شاہ اس کا جانشین ہوا۔ اس کا ایک سکّہ میرے پاس موجود ہے جس پر یہ شعر منقوش ہے۔ ۲۵

چرخ می آرد طلاؤ نقرہ از خورشید و ماہ　　　تاکند برچہرہ نقش سکۂ تیمور شاہ

اس کا ایک اور سکّہ بھی دستیاب ہوا ہے جس پر یہ بیت کندہ ہے۔[۲۶]

بعالم یافت سکّہ تیمور شاہ نظام   بحکم کدا و رسول انام

تیمور شاہ نے بیس سال کی حکومت کے بعد ۱۷۹۳ء میں عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا اور اس کا بیٹا شاہ زمان تخت نشین ہوا، اس کا ایک روپیہ میرے ذاتی مجموعہ میں موجود ہے جس پر یہ بیت کندہ ہے۔[۲۷]

قرار یافت بحکم خدائے ہر دو جہاں   رواج سکّۂ دولت بنام شاہ زمان

سات سال بعد ۱۸۰۰ء میں اس نے وفات پائی اور اس کے نااہل جانشینوں نے بارک زئی امراء کے مقابلہ میں سلطنت کی بازی ہار دی۔ اس کے بعد ایسی باتیں خواب خیال بن کر رہ گئیں اور پھر کسی بھی حاکم کو اپنے سکّوں پر شعر مضروب کروانے کی توفیق نہ ہوئی۔

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ (i) ایڈورڈ تھامس، دی کرانیکلز آف دی پٹھان کنز آف دہلی، لندن: ۱۸۷۱ء، ص ۱۲

(ii) نیلسن رائٹ، دی کوئن ایج اینڈ میٹرولوجی آف دی سلطانز آف دہلی، دہلی: ۱۹۳۶ء، ص ۵

۲۔ (i) ایضاً، ص ۱۳۷

(ii) ابو ظفر ندوی، تاریخ گجرات، دہلی: ۱۹۵۸ء، ص ۴۰۱

(iii) ڈاکٹر مہدی حسین، تغلق ڈائی نیسٹی، کلکتہ: ۱۹۶۳ء، ص ۵۱۹

(iv) ڈاکٹر مہدی حسین، دی رائز اینڈ فال آف محمد بن تغلق، لندن: ۱۹۳۸ء، ص ۲۳۲

(v) خلیق احمد نظامی، سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، دہلی: ۱۹۵۸ء، ص ۳۷۶

۳۔ فرشتہ، گلزار ابراہیمی، جلد اوّل، بمبئی: ۱۸۳۲ء، ص ۳۸۲

۴۔ ابوالفضل، آئین اکبری، جلد اوّل، کلکتہ: ۱۸۷۲ء، ص ۲۶

۵۔ ایضاً، ص ۲۴

۶۔ ایضاً، ص ۲۴

۷۔ ایضاً، ص ۲۴

۸۔ خافی خان، منتخب اللباب، جلد اوّل، کلکتہ: ۱۸۶۹ء، ص ۲۴۳

۹۔ ایضاً، ص ۲۷۲

۱۰۔ (i) ایضاً، ص ۲۶۸

(ii) وائٹ ہیڈ، کیٹلاگ آف دی کوئنز ان دی پنجاب میوزیم لاہور: آکسفورڈ، ۱۹۱۴ء، ص ۱۲۸

۱۱ جہانگیر، تزک جہانگیری، علی گڑھ: ۱۸۶۳ء، ص۵
۱۲ ایضاً
۱۳ وائٹ ہیڈ، کیٹلاگ آف دی کوئنز ان دی پنجاب میوزیم لاہور، آکسفورڈ: ۱۹۱۴ء، ص۱۵۶
۱۴ سکہ در ذاتی مجموعہ مسکوکات راقم الحروف۔
۱۵ منوچی، سٹوریا ڈومو گر، جلد دوم، لندن: ۱۹۰۷ء، ص۱۳۱
۱۶ ایضاً، جلد چہارم، ص۳۹۹
۱۷ اروِن، لیٹر مغلز، کلکتہ: (سرکاری ایڈیشن)، ص۳۹۹
۱۸ وائٹ ہیڈ، ص۳۱۱
۱۹ ایضاً ، ص۳۹۵
۲۰ سکّہ در ذاتی مجموعہ مسکوکات راقم الحروف
۲۱ (i) سکہ در ذاتی مجموعۂ مسکوکات راقم الحروف
(ii) گنڈا سنگھ، احمد شاہ درّانی، مدارس: ۱۹۵۹ء، ص۳۶۵
۲۲ میر غلام علی آزاد، خزانۂ عامرہ، کانپور: نولکشور پریس، ص۱۱۴
۲۳ (i) کنگھم، ہسٹری آف دی سکھز، دہلی: ۱۹۵۵ء، ص۸۹
(ii) خوشنونت سنگھ، اے ہسٹری آف دی سکھز، جلد اوّل، پرنسٹن: ۱۹۶۳ء، ص۱۵۲
۲۴ (i) سکّہ در ذاتی مجموعہ مسکوکات راقم الحروف
(ii) کنگھم، ہسٹری آف دی سکھز، دہلی: ۱۹۵۵ء، ص۹۴
۲۵ سکہ در ذاتی مجموعہ مسکوکات راقم الحروف
۲۶ گنڈا سنگھ، احمد شاہ درانی، مدراس: ۱۹۵۹ء، ص۳۶۶
۲۷ (i) ہری رام گپتا، ہسٹری آف دی سکھز، جلد سوم، لاہور: ۱۹۴۴ء، ص۷۴
(ii) سکّہ در ذاتی مجموعہ مسکوکات راقم الحروف۔